وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

اور تم سب کے سب (ملکر) اللہ کی رسی مضبوطی سے تھامے رہو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو

(سورہ آل عمران 3، آیت 103)

قرآن سے ہماری وابستگی؟؟؟

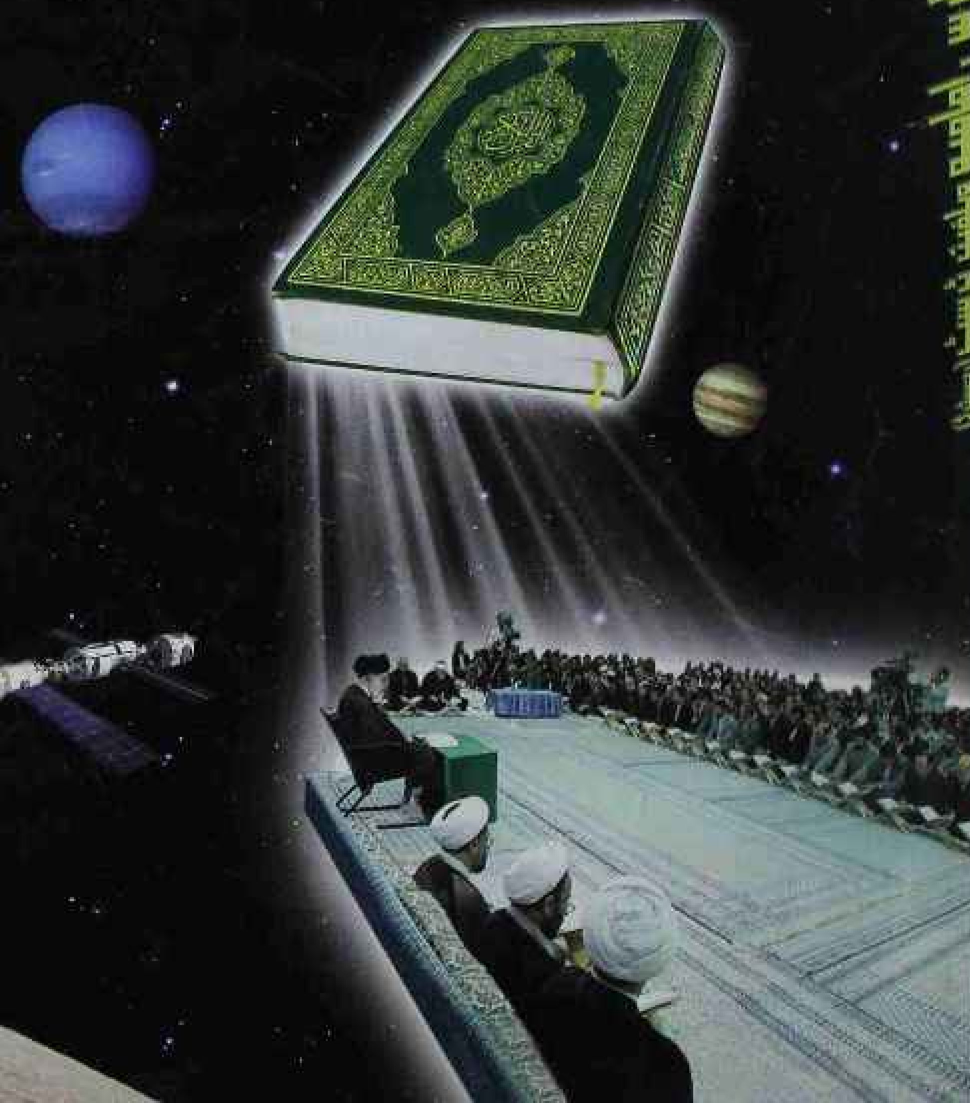

بسم الله الرحمن الرحيم

.....قرآن (اچھائیوں کا) حکم دینے والا، برائیوں سے روکنے والا (بظاہر) خاموش اور (بباطن) گویا اور مخلوقات پر اللہ کی حجت ہے کہ جس پر (عمل کرنے کا) اس نے بندوں سے عہد لیا ہے اور ان کے نفسوں کو اس کا پابند بنایا ہے...... (نہج البلاغہ، خطبہ نمبر 181)

رہبر مسلمین جہاں حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی حسینی خامنہ ای حفظہ اللہ

کا قرآن کریم کی مناسبت سے ایک خطاب اور ایک پیغام

آپ نے خطاب تہران میں منعقدہ بین الاقوامی مقابلہ حسن قرأت کے افتتاحی اجلاس میں کیا

جبکہ پیغام آپ نے تہران میں منعقدہ فکر اسلامی کانفرنس میں دیا

......تمام تعریف اس اللہ کیلئے ہے جس نے اپنے لطف و احسان کے راستوں میں سے ایک راستہ اپنے مہینے کو قرار دیا یعنی رمضان کا مہینہ، صیام کا مہینہ، اسلام کا مہینہ، پاکیزگی کا مہینہ، تصفیہ و تطہیر کا مہینہ، عبادت و قیام کا مہینہ، وہ مہینہ جس میں قرآن نازل ہوا جو لوگوں کیلئے رہنما ہے، ہدایت اور حق و باطل کے امتیاز کی روشن صداقتیں رکھتا ہے......

(دعائے استقبالِ ماہِ رمضان از صحیفہ سجادیہؑ)

خطاب

قرآن کریم ہدایت ہے

جب کوئی قوم قرآن مجید کی عزت اور تعریف و تمجید کرتی ہے تو درحقیقت وہ خود اپنی تعریف و تمجید کرتی ہے ایسی قوم اس انسان کی مانند ہے جو آفتاب عالمتاب کی مدح و ثناء کرتا ہے، کیونکہ قرآن کتاب ہدایت ہے اور انسان کیلئے قیمتی الٰہی آیتوں کا مجموعہ ہے۔ قرآن کتاب حکمت ہے، کتاب اخلاق ہے، کتاب زندگی ہے، کتاب سیاست ہے اور کتاب ارتقائے انسانی ہے۔ جو شخص واقعی طور پر اس کتاب کا احترام کرے درحقیقت اس نے اپنی ذات اور اپنے ادراک و عمل کو قدر و قیمت عطا کی ہے۔

مسلمانوں کو قرآن سے جدا کرنے کے لئے برسہابرس سعی و کوشش کی گئی اور افسوس ہے کہ یہ کوشش کرنے والے اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہو گئے۔ اس طویل عرصہ میں اسلامی معاشرے میں قرآن مجید کی ظاہری شکل و صورت کے سوا کچھ باقی نہ رہا۔ جو کتاب ہر دور کی نسل انسانی کی ہدایت کے لئے نازل ہوئی تھی وہ اسلامی معاشرے میں ظاہری تکلفات اور رسوم و رواج کا ذریعہ بنادی گئی۔ قرآن مجید کو اس کی اصل حیثیت سے دور کر دیا گیا البتہ خدا کا شکر ہے کہ مسلم قوموں کا ایمان قرآن سے ہرگز نہ اٹھا اور یہ خود قرآن کا ایک معجزہ ہے۔ لیکن قرآن کے ساتھ مسلمانوں کا سلوک اس کے نزول کے اہداف و مقاصد کے مطابق نہ تھا۔ قرآن جو انسانوں کو تاریکی و ظلمات سے نکال کر نور و روشنی کی جانب ہدایت کرنے آیا تھا، جس کتاب میں ہر چیز موجود تھی، انسانوں کے تمام سوالوں کے جواب موجود تھے، جو کتاب انسان کی پوری زندگی کے لئے بہت جامع تھی وہ رسومات و تکلفات کا ذریعہ بن گئی۔

اس جرم کا حقیقی مجرم کون ہے!

قومیں مجرم نہیں ہیں انہیں اس جرم کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ سب سے پہلے ذمہ دار وہ سیاست باز و منصوبہ ساز توسیع پسند ہیں جو اسلامی قوموں کے درمیان قرآن مجید کو اپنے مفادات کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے تھے لہذا انہوں نے عوام سے قرآن مجید کو چھیننے کیلئے کمر باندھ لی تھی۔ اس کے بعد وہ لوگ گناہگار ہیں جنہوں نے انسانیت سے دور اور اسلامی مصالح و مفادات سے بیگانہ اغیار کی سازشوں اور ان کی شیطانی و منحوس تدبیروں کو قبول کیا اور اپنے معاشرے میں انہیں مدد پہنچائی۔

قومیں قرآن کی محتاج ہیں

خود ہمارے معاشرے میں انقلاب سے قبل، اسلام و قرآن کی نشاۃ ثانیہ سے پہلے کلام اللہ کی حالت افسوس ناک تھی۔ مقصد یہ نہیں ہے کہ کوئی بھی شخص تلاوت قرآن نہیں کرتا تھا، جی نہیں، قرآن تھا مگر صرف ظاہرداری کی حد تک، تلاوت قرآن کو ایک اضافی اور دوسرے درجے کی چیز سمجھا جاتا تھا؛ معاشرہ، توحیدی حاکیت اور قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا نہ تھا۔

جب کسی معاشرے میں یہ چیزیں نہ ہوں تو درحقیقت اس معاشرے میں قرآن کا وجود ہی نہیں۔ آج مسلمان قومیں اپنے معاشرے میں بازگشت قرآن کی محتاج ہیں اور یہ قرآن مجید پر عمل کے بغیر ناممکن ہے۔

ہمیں یہ بات جان لینی چاہیے کہ بڑی طاقتیں، قرآن مجید کو اپنا سب سے بڑا دشمن تصور کرتی ہیں، وہ نہیں چاہتیں کہ حیات انسانی کی قیادت وہدایت، قرآن مجید کے ذریعہ انجام پائے۔ اسلامیان عالم کا فریضہ ہے کہ احیائے قرآن اور انسانی معاشرے میں قرآن مجید کی حاکیت کے لئے عظیم جہاد کریں اور اس کے لئے جہاد کرنا مسلمانوں کا حق ہے۔

اگر قرآن مسلمانوں کی زندگی میں واپس آجائے تو مسلم اقوام پر سے بڑی طاقتوں کا

اقتدار و تسلط ختم ہو جائے گا، امت اسلامی اور مسلم معاشرہ قرآن پسند شکل اختیار کر لے گا۔

ہم نے اپنے ملک میں صحیح معنوں میں قرآن سے دوری کا احساس کیا ہے، ''اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا۔'' (سورۃ الفرقان، آیت 30)، یہ ہماری زندگی کی ایک حقیقت تھی، قرآن مہجور تھا اور اسے بھلایا جا چکا تھا حتیٰ کہ معارف اسلامی اور حقائق اسلام کے ادراک کے لئے بھی قرآن مجید کو بطور سند و مصدر کم ہی پیش کیا جاتا تھا اور تفسیر قرآن کے سلسلے میں کم کوشش ہوتی تھی، حتیٰ کہ قرآن مجید میں موجود تعبیرات کے مفاہیم کے ادارک پر بہت کم توجہ دی جاتی تھی، قرآن کی زبان اکثر لوگوں کیلیے ناآشنا اور نسل جوان قرآن سے بیزار تھی۔

رفتہ رفتہ گھروں، مدرسوں اور جلسوں وغیرہ میں تلاوت قرآن بھی متروک ہوتی جا رہی تھی۔ ایک ایسی حالت ہمارے معاشرے پر طاری تھی، البتہ یہ حالت پیدا کی گئی تھی، دشمنوں نے زبردستی ہمارے عوام پر مسلط کی تھی، ہماری نئی نسل قرآن سے نامانوس تھی۔

رفتہ رفتہ قرآن مجید سے دوری کی پالیسی بنانے والے اپنے مقصد سے نزدیک ہوتے جا رہے تھے۔ ان کا آئیڈیل مستقبل قریب آ رہا تھا، وہ ایسے دور کے چکر میں تھے جب مسلمان صرف نام کے مسلمان ہوں، انہیں دین کے بنیادی ستون، دین کے اصل ماٰخذ، دین کے بارے میں کلام الٰہی یعنی قرآن مجید سے کوئی واقفیت نہ ہو۔ ہم ایک ایسے بھیانک مستقبل کی طرف بڑھ رہے تھے، اور افسوس ہے کہ آج کچھ مسلمان قومیں اس حالت کو پہنچ چکی ہیں، یا اس سے بہت قریب ہیں۔

قرآنی زبان کی ترویج موقوف تھی۔ جب کسی معاشرے میں قرآن سے بے گانگی کا یہ عالم ہو، مشکلات اور مسائل کے حل کے لئے قرآنی نظریات سے بے توجہی برتی جائے تو ایسے معاشرے میں زندگی بسر کرنے والے عوام ضلالت و گمراہی کے دلدل میں غرق ہو جائیں گے۔ اسلام کے نام پر حقیقتِ اسلام سے کوسوں دور غلط افکار معاشرے میں رائج ہو جائیں گے۔

ہمارے معاشرے میں یہ ساری چیزیں ہو چکی تھیں۔ مختلف ثقافتوں سے متاثر ہو کر پیدا ہونے والے افکار اسلامی نظریات کے طور پر ذہنوں میں جاگزیں ہو چکے تھے۔ قرآن مجید کا حقیقی وجود جو سورج کی طرح تاریکیوں کا سینہ چیر کر دنیا کو منور کرتا ہے، شبہات کو دور اور مسائل کا حل پیش کرتا ہے، معاشرے سے مٹ چکا تھا۔

لیکن ہمارے انقلاب نے قرآن کو مرکز قرار دیا۔ لہٰذا فطری بات تھی، انقلاب نے ہم لوگوں کو بھی قرآن سے وابستہ کر دیا، قرآن کی واپسی کا ایک اثر تلاوت، تفسیر اور تجوید جیسے قرآنی مسائل سے ہمارے عوام کا لگاؤ پیدا کرنا ہے، یہ دلچسپی صحیح اور بجا ہے۔

خوشی کا مقام ہے کہ اب ہمارے معاشرے کی تحریک کا مرکز قرآن مجید کے بنیادی اصول ہیں۔ ہم یہی چاہتے بھی تھے، ہمارے ذمہ داروں نے قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے کا عزم کیا ہے۔ ہر چند ابھی ہمیں مکمل کامیابی حاصل نہیں ہوئی ہے لیکن کامیاب کوششیں ضرور ہوئی ہیں۔

ہمارے معاشرے میں تلاوت و قرأت قرآن کا رواج اس بات کی علامت ہے کہ قرآن معاشرے میں واپس آ گیا ہے۔ ہمیں اعتراف ہے کہ اس سے پہلے ہمارے عوام قرآن سے زیادہ مانوس نہ تھے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہمارے عوام مناسب اور موزوں طور پر قرآن سے اُنسیت پیدا کریں۔ ممکن نہیں کہ ہم کسی قوم کی دنیا و آخرت کو قرآن کے ذریعے سنوارنا چاہیں اور وہاں نظام حکومت کی اساس و بنیاد عوام ہوں لیکن خود عوام قرآن سے انسیت نہ رکھتے ہوں۔ یہ ناممکن ہے۔

عوام قرآن سے سبق حاصل کریں

معاشرے میں قرآن کا رواج ضروری ہے۔ ابھی تک جو کچھ انجام پایا ہے وہ صرف ایک قدم ہے۔ ابھی اس کے بعد سو قدم اٹھانے باقی ہیں۔ ہمارے عوام قرآن سیکھیں، حفظ قرآن

کا رواج ہو جانا چاہیئے، ہمارے گھروں میں ہمیشہ تلاوت قرآن ہونی چاہیئے۔ آپ کو معلوم ہے کہ اسلام قرأت قرآن کے سلسلے میں کیا کہتا ہے؟ "اشراف امتی اصحاب اللیل و حملة القرآن"؛ "میری امت کے معزز لوگ شب بیدار اور حاملان قرآن ہیں"۔

حامل قرآن ہونے کا مطلب صرف یہی نہیں کہ ہم قرآنی تعلیمات وقوانین پر عمل کرتے ہیں بلکہ قرآن سے اُنسیت ضروری ہے۔ قرآن کی تلاوت کی جائے، قرآن کو حفظ کیا جائے، گھروں سے تلاوت قرآن کی دلنواز صدائیں بلند ہوں، نسل جوان قرآن پڑھے، بچے قرآن سیکھیں۔

مائیں اپنے بچوں کو حتمی طور پر تلاوت قرآن کی تعلیم دیں، باپ اپنے بچوں کو تلاوت قرآن کی نصیحت کرنا ایک فریضہ سمجھیں، ذکرِ قرآن سے معاشرے کو معمور کر دیجئے، ہماری زندگی کو قرآن سے معطر ہونا چاہیئے، اس کے بغیر نجات ناممکن ہے۔ صدر اسلام میں قرآن عوام کے درمیان رائج تھا، جو شخص قرآن کو لکھتا تھا، یاد کرتا تھا، اس کی تلاوت کرتا تھا اسے معاشرے میں عزت وقدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور وہ پیغمبر ﷺ کی نگاہوں میں محبوب سمجھا جاتا تھا۔

پیغمبر اسلام ﷺ نے عظمت قرآن کا جو سکہ بٹھایا تھا اور عوام کے درمیان اُلفت قرآن کی جو موج ایجاد کی تھی وہ ایک عرصے تک باقی رہی، عوام قرآن سے وابستہ رہے اور قرآنی تعلیمات معاشرے میں زندہ رہیں۔ اسلامی حکومت اس وقت اپنی حقیقت کھو بیٹھی جب قرآن معاشرے سے رخصت کر دیا گیا۔

جب تک عوام میں قرآن سے اُنس باقی تھا عیاش وشہوت پرست بادشاہوں کے لئے ممکن نہیں تھا کہ وہ علانیہ فسق وفجور کے بھی مرتکب ہوں اور عوام پر حکومت بھی کرتے رہیں۔ تاریخ میں ایسے واقعات ملتے ہیں کہ عوام نے خلیفہ کے مقابلے میں قرآن کے ذریعے مبارزہ ومجادلہ کر کے اسے عاجز ولاجواب کر دیا۔ یہ سلسلہ خلفائے بنی امیہ اور کسی حد تک خلفائے بنی

عباس کے دور تک باقی رہا، قرآن مجید معیار و فرقان سمجھا جاتا تھا اور عوام اس کے معتقد تھے۔ جب خلیفہ کے رفتار و کردار قرآنی معیار سے میل نہیں کھاتے تو عوام ان سے جواب طلب کرتے لہٰذا ان خلفاء نے قرآن مجید کو عوامی زندگی سے دور کرنے کی کوششیں شروع کر دیں یہاں تک کہ اموی خلفاء نے قرآن مجید کو تیروں سے چھلنی کر دیا۔ ہماری تاریخ ایسے حوادث سے دوچار ہوئی ہے۔

معاشرے میں تلاوت قرآن کے اثرات

آج اگر ہم معاشرے کی قرآنی تحریک کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں تو لازم اور ضروری ہے کہ عوام کے درمیان قرآن مجید بھی بشکل تلاوت زندہ رہے۔ یہ کافی نہیں ہے کہ مجلس شوریٰ اسلامی، حکومت اسلامی اور خود حضرت امام خمینیؒ کے بیان و سخن میں قرآن مجید زندہ و متجلی رہے اس کے ساتھ ساتھ خود عوام کے درمیان بھی قرآن کا زندہ رہنا ضروری ہے۔ ہمارے معاشرے میں قرآنی تحریک اس وقت گزند سے محفوظ ہوگی جب عوام مکمل طور پر قرآن سے آشنا ہو جائیں گے۔

لہٰذا ضروری ہے کہ معاشرے میں درس قرآن، تلاوت قرآن، معارف قرآن اور علوم قرآن کی نشر و اشاعت کا سلسلہ اسی طرح جاری رہے۔

قرآنی مجلسوں میں اضافہ ہو، مختلف میدانوں میں اس قسم کے (حسن قرأت قرآن کے) مقابلے منعقد ہوتے رہیں۔ یہ پسندیدہ عمل ہے، عوام کو اس کی قدر کرنی چاہیئے اور اس قسم کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے۔ جو حضرات تعلیم قرآن کی صلاحیت رکھتے ہیں وہ اسے اپنا فریضہ سمجھیں۔ مدرسوں اور اسکولوں میں تعلیم قرآن کو بنیادی و اساسی درس کی حیثیت ملنی چاہیئے۔ ہم نے اپنے آئین میں عربی زبان کی تعلیم کو حکومت جمہوری اسلامی پر فرض قرار دیا ہے، اس کا کیا مقصد تھا؟ آپ کو پتہ ہے کہ دنیا میں کسی اسلامی ملک میں میٹرک تک عربی زبان کی تعلیم لازمی نہیں ہے، یہ صرف ہمارے قانون کا امتیاز ہے۔ کیوں، اس کا مقصد کیا تھا؟ ہمیں

قرآن کے بغیر عربی زبان کی کیا ضرورت ہے؟ عربی اس لئے معزز و محترم ہے کہ وہ زبانِ قرآن ہے۔

میں نوجوانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے سن وسال کی قدر جانیں جو حفظ قرآن کے لئے نہایت مناسب ہے۔ قرآن کو حفظ کریں۔ اگر میرے پاس کوئی معنوی دولت و ثروت ہوتی تو میں اس کے بدلے حفظ قرآن کو حاصل کرنے کیلئے تیار تھا۔ حفظِ قرآن ایک عظیم نعمت الٰہی ہے۔ قرآن جس شخص کے ذہن میں موجود ہے وہ ہمیشہ قرآن کے ہمراہ ہے، اسے چاہیئے کہ خدا کی عطا کردہ اس عظیم نعمت کے بدلے میں خدا کا شکر ادا کرے۔

آج ہمارے نوجوانوں اور بچوں کے لئے میدان ہموار ہے، حفظ قرآن کے لئے کسی قسم کی رکاوٹ نہیں۔ قرآن کو خود حفظ کیجئے اور اپنے بچوں کو حفظ قرآن پر آمادہ کیجئے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پیغام

حاکمیت قرآن

کتاب انزلنٰہ الیک لتخرج الناس من الظلمات الی النور ۵ باذن ربھم الی صراط العزیز الحمید. (سورہ ابراہیم۔ آیت 1)

''(اے رسولؐ یہ قرآن وہ) کتاب ہے جس کو ہم نے تمہارے پاس اسلئے نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کو ان کے پروردگار کے حکم سے (کفر کی) تاریکی سے (ایمان کی) روشنی میں نکال لاؤ غرض اس کی راہ پر لاؤ جو سب پر غالب اور سزاوار حمد ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اذا التبست علیکم الفتن.........."، ''جب فتنے اندھیری رات کے تاریک حصوں کی طرح تمہارے لئے الجھنیں پیدا کردیں تو تمہیں قرآن ہی سے وابستہ رہنا چاہیئے۔ اس لیے کہ قرآن شفاعت کرنے والا ہے اس کی شفاعت مقبول ہے۔ قرآن تصدیق شدہ مدبر ہے۔ جس نے اسے اپنے سامنے رکھا قرآن اسے جنت میں لے جائے گا اور جس نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا وہ ایسے شخص کو جہنم میں پہنچا دے گا۔ وہ بہترین راستے کا رہنما ہے۔''

''وہ ایسی کتاب جس میں تفصیل وتشریح اور نتیجہ خیزی ہے۔ وہ حتمی وقطعی فیصلہ کن کتاب ہے غیر سنجیدہ چیز نہیں۔ اس کا ظاہر حکم (فیصلہ) ہے اور اس کا باطن علم ہے اسکا ظاہر خوش نما اور اس کا باطن بہت ہی عمیق ہے۔ اس میں تہیں پھر ان تہوں پر تہیں ہیں اسکے عجائبات بے حساب ہیں اور اسکے غرائب اور ندرتوں پر کہنگی اپنا اثر نہیں دکھاتی۔ اس میں ہدایت کے چراغ اور حکمتوں کے مینار ہیں۔''

''نظر دوڑانے والے کو اسے دیکھنا چاہیئے اور نگاہ کو اس کی صفات تک رسائی حاصل کرنا ضروری ہے۔ قرآن مبتلائے ہلاکت کو نجات اور مشکلوں میں پھنسے ہوئے کو خلاصی دلاتا ہے۔''

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا

"واعلموا ان ھذا القران.........."، ''یاد رکھو! یہ قرآن وہ خیر خواہ ناصح ہے جو کبھی دھوکا نہیں دیتا' وہ رہنما ہے جو کبھی گمراہ نہیں کرتا' وہ سخن گو ہے جو کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ جو بھی قرآن کا ہم نشین ہوا وہ ہدایت کو بڑھا کر اور گمراہی کو گھٹا کر جاتا ہے۔''

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید کا جس طرح تعارف فرمایا وہ آج امت اسلامیہ کے لئے خاص طور پر قابل توجہ ہے۔ جس قسم کی تہہ درتہہ تاریکیاں اور سیاہ بادل آج مسلمانوں کی زندگی پر چھائے ہوئے ہیں اس سے پہلے کبھی نہ تھے۔ یہ درست ہے کہ اس صورتحال کی ابتداء اس وقت ہوئی جب اسلامی خلافت کی جگہ' طاغوتی سلطنت نے لے لی۔ قرآن کریم سے رشتہ ایک تکلف اور

رسم کی حیثیت سے باقی رہ گیا، وہ مسلمانوں کی زندگی سے باہر ہو گیا۔ لیکن آج بیسویں صدی کے عہد جاہلیت میں سیاسی پیچ وخم اور پروپیگنڈے کو ایسے مرحلے میں داخل کر دیا گیا ہے جو پہلے سے کہیں زیادہ خطرناک اور کہیں زیادہ فکرمند کر دینے والی بات ہے۔

سب سے بڑا ذریعہ اور موثر ترین حیلہ جس سے اسلام کو ایک گوشے میں دھکیلا جا سکتا تھا یہی تھا کہ مسلمان عوام کے دل و دماغ سے قرآن کو نکال دیا جائے۔ اسلامی ممالک میں استعماری طاقتوں کے آتے ہی اس کام کو نقطہ مرکزی بنالیا گیا اور بیرونی اقتدار طلب لوگوں کا ایک اہم کام بن گیا اور اس کے لئے طرح طرح کے طور طریقے اختیار کیے گئے۔

قرآن کریم' جسے خود اسی کتاب مقدس میں نور، ہدایت، حق کو باطل سے جدا کرنے والا، زندگی، میزان، شفاء اور ذکر جیسے نام دیئے گئے ہیں اسی وقت ان خصوصیات کا مظہر ہو سکے گا جب پہلے مرحلے میں مرکز فکر وفہم اور دوسرے مرحلے میں محور عمل قرار پائے۔

ابتدائے اسلام میں اسلامی حکومت کے دور میں قرآن ہی حرف آخر اور فیصلہ کن حکم تھا۔ حد یہ ہے کہ خود کلام پیغمبر اکرم ﷺ کو اسی کی بنیاد پر پرکھا جاتا تھا۔ معاشرے میں علمائے قرآن صحیح قدر و منزلت کے حامل تھے۔ حضور ﷺ نے لوگوں کو سمجھایا تھا،

"اشراف امتی اصحاب اللیل و حملة القرآن"

''میری امت کے معزز لوگ شب بیدار اور حاملان قرآن ہیں''

حامل قرآن ہونے کے معنی قرآن کریم کو سیکھنا، اسے سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہے۔ ان دنوں یہ صفت معاشرے میں ایک فضیلت سمجھی جاتی تھی۔ زندگی کی ہر مشکل میں قرآن کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ ہر بات کو ماننے نہ ماننے، ہر دعوے کو پرکھنے اور ہر رویے کو قبول کرنے نہ کرنے کا معیار قرآن کریم تھا۔ وہ لوگ حق و باطل کو قرآن کے ذریعے پہچانتے تھے۔ اس کے بعد زندگی کے میدان میں اس کے نمونے دیکھتے اور معین کرتے تھے۔

جب سے اسلامی معاشروں پر مسلط ہونے والی قوتیں اسلامی اقدار سے محروم اور دور ہونے لگیں اسی وقت سے انہوں نے قرآن کو جو حق و باطل میں تمیز کا پیمانہ ہے، اپنے لیے رکاوٹ سمجھنا شروع کر دیا۔ پھر اس مہم کا آغاز ہوا کہ کلام الٰہی کو زندگی کے میدان سے نکال دیا جائے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دین معاشرتی زندگی سے جدا اور دنیا آخرت سے الگ ہوگئی اور حقیقی دین داروں اور دنیا طلب قدرت مندوں میں ٹھن گئی۔ زندگی کے میدانوں اور مسلمانوں کے معاشرے سے اسلام کو انتظامی منصب سے ہٹا دیا گیا، اس کا تعلق صرف عبادت گاہوں، مسجدوں اور گوشہ ہائے دل سے سمجھ لیا گیا۔ یوں حیاتِ اجتماعی اور دین کے درمیان ایک طویل جدائی رونما ہوئی۔

مغربی تسلط اور صلیبی وصیہونی ہمہ جہت حملوں سے پہلے اگر چہ حقیقی معنوں میں قرآن زندگی کے میدان سے غائب تھا مگر یہ ضرور ہے کہ مسلمانوں کے دل و دماغ پر کم و بیش اس کا ایک اثر باقی تھا اور صلیبی اور صیہونی حملہ آور اسے بھی برداشت نہ کر سکے۔

جس قرآن کا واضح حکم یہ ہے کہ ان کے مقابلے کے لیے جتنی قوت اور جتنے رہواروں کی طاقت تم سے جمع ہو سکے جمع کرو (سورہ انفال آیت 60)، جو قرآن فرماتا ہے کہ اللہ ہرگز کافروں کو مومنوں پر غلبہ نہیں دے گا (سورۃ النساء آیت 141)، اور جو قرآن مومنوں کو ایک دوسرے کا بھائی، دشمنوں پر سخت گراں اور غضبناک دیکھنا پسند کرتا ہے (ماخوذ از سورہ فتح آیت 29)، وہ قرآن ایسے لوگوں کے لیے ناقابل برداشت تھا جو مسلمانوں کے معاملات کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے کر ان پر تسلط حاصل کر کے ان کا سب کچھ تباہ کرنا چاہتے تھے۔ یہ اقتدار حاصل کرنے والے اچھی طرح سمجھ چکے تھے کہ عوام کی اپنی زندگی میں قرآن سے تھوڑی سی بھی وابستگی ان کے اقتدار اور اثر و نفوذ کے راستے کو ناہموار بنا دے گی لہٰذا انہوں نے قرآن کو یکسر مٹا دینے کا منصوبہ بنایا۔ لیکن یہ منصوبہ کسی صورت عملی جامہ نہ پہن سکے گا۔ خدا نے اُمت اسلامیہ سے قرآن کی دائمی حفاظت کا

وعدہ فرمایا ہے۔اس کے باوجود دشمنوں کے اس مقصد کو انجام تک پہنچانے کے ارادے اور اس کے نتائج واثرات کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

آج مسلمانوں کی زندگی پر ایک نظر ڈالیے،قرآن کہاں نظر آتا ہے؟ کیا سرکاری اداروں میں ہے؟ کیا اقتصادی نظام میں ہے؟ کیا روابط کے نظم ونسق اور عوام کے باہمی تعلقات میں ہے؟ اسکولوں اور یونیورسٹیوں میں ہے؟ خارجہ سیاست یا حکومتوں سے تعلقات میں ہے؟ قومی سرمائے کی تقسیم میں ہے؟ اسلامی معاشرے کے سربراہوں کے عادات وخصائل میں، اقوام وملل کے مختلف طبقات میں جن کے کم وبیش اثرات ہیں کہیں قرآن نظر آتا ہے؟

مسلمان عوام کی انفرادی رفتار میں، زن ومرد کے روابط میں، خوراک ولباس میں کہیں قرآنی تعلیمات کی کوئی جھلک نظر آتی ہے؟ اقتدار کے ایوانوں میں، امانتوں اور بینک ڈپازٹ میں، انسانوں کی عوامی اور سماجی تحریکات میں قرآن کریم کہاں ہے؟

زندگی کے اتنے میدان ہیں' مسجدوں اور میناروں، عوام فریبی اور ریاکاری کے لئے ریڈیو کے چند پروگراموں میں البتہ قرآن دکھائی دیتا ہے۔مگر کیا قرآن فقط اسی لیے ہے؟

سید جمال الدین سو برس پہلے اس بات پر روئے تھے،انھوں نے رلایا تھا کہ قرآن ہدیہ دینے اور آرائش وزینت،قبرستان میں تلاوت کرنے اور طاقوں میں رکھنے کے لئے رہ گیا ہے۔

بتائیے کیا ان سو سالوں میں کوئی فرق پڑا ہے؟ کیا امتِ قرآن کی حالت پریشان کن نہیں ہے؟

بات یہ ہے کہ قرآن انسانی زندگی کی کتاب ہے اور انسان کی کوئی حد نہیں ہے یعنی انسان مسلسل ترقی کی حالت میں ہے۔انسان کی بہت سی جہتیں ہیں۔وہ انسان جس کی ترقی پذیری کی حد اور سرحد نہیں، ہر زمانے میں قرآن اسکا رہنما، معلم اور دستگیر ہے۔ انسان کو ایک مہذب اور مطلوب زندگی فقط قرآن ہی کے ذریعے سکھائی جا سکتی ہے۔ظلم، نسلی امتیاز، فتنہ وفساد، جھگڑے،

سرکشی، ناروائی، رسوائی، خیانت جو انسانی تاریخ کے طویل دور میں ہوئی اور انسان کی نشوونما اور ترقی میں رکاوٹ بنی ہے، اسے قرآن ہی کے ذریعے دور کیا جاسکتا ہے۔ قرآنی ہدایت اور رہنمائیاں ہی انسانی زندگی کا منشور بناتی ہیں۔

قرآن کی طرف رجوع انسان کی مطلوب اور پسندیدہ زندگی کی طرف رجوع ہے۔ اس عمل کی ذمہ داری قرآن پر ایمان رکھنے والوں پر عموماً اور قرآن شناس حضرات پر بالخصوص عائد ہوتی ہے۔ یہ علماء اور خطباء کی ذمہ داری ہے۔

قرآن کی طرف رجوع ایک نعرہ ہے، یہ نعرہ اگر حقیقت کا روپ اختیار کرلے تو یہ حقیقت حق و باطل کو جدا کردے۔ جو قوتیں قرآن کی طرف بازگشت کو برداشت نہیں کرسکتیں، مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسی قوتوں کو برداشت نہ کریں۔

محترم مسلمان بھائیو اور بہنو!

ہم بھی قرآن سے دور، قرآن دشمن عالمی منصوبے کا شکار تھے قرآن کی طرف بازگشت کی لذت اور لطف سے ناآشنا تھے۔ ایران کا پرشکوہ اسلامی انقلاب اور نظام جمہوری اسلامی کا قیام اس بازگشت کی ایک برکت کا اثر ہے۔ آج یہ قوم اپنی حیات اجتماعی، معاشرتی تعلقات، حکومت کی تشکیل وہیئت، اپنے رہنماؤں کے اخلاق و عادات، سیاست خارجہ اور نظام تعلیم و تربیت میں قرآنی تعلیمات کے کچھ شرارے دیکھ رہی ہے۔ اب تک بہشت قرآن کی ایک نسیم کا جھونکا ہم تک آیا ہے لیکن اس حقیقی جنت کے اندر جانے کا راستہ کھلا ہے۔

ہمیں فخر ہے کہ ہم نے اپنے گوش ہوش صدائے قرآن کے حوالے کردیئے ہیں۔ تمام اقوام کی ذمہ داری بھی یہی ہے، خصوصاً علماءِ دین، دانشوروں، خطیبوں، مصنفین اور محققین پر یہ سب سے بڑا فریضہ ہے۔

اس کانفرنس نے اگر قرآنی معارف پیش کیے اور معرفت قرآن کے موضوع کی طرف

نئے قدم بڑھائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے اپنا مقصد حاصل کر لیا۔ اس کانفرنس کے پروگرام میں جو موضوع زیر بحث آئیں وہ ذہنوں کو مطمئن کریں کہ زندہ انسانی معاشرے کی گردش وحرکت کے لئے ہر چیز قرآن میں موجود ہے۔ ذہنی معلومات سے عملی اندازوں، حرکت آفرین رہنمائیوں، نظام بخش عقیدے سے لے کر اجتماعی و معاشرتی زندگی کے رنگارنگ نظام تشکیل دینے والے معاملات تک اور گزشتہ تاریخ بشر کی تحلیل وتجزیئے سے مستقبل کی پیشین گوئیوں تک۔ آج تمام فلسفے، تمام نظریات، مادی آئیڈیالوجی کے رنگارنگ پہلو، ذہنی و عملی بھول بھلیوں کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں، وہ انسانی قوتوں کو سمیٹنے اور ایک دوسرے کو جذب کرنے سے عاجز ہو چکے ہیں۔

اب قرآن کی حاکمیت کا دور ہے اب قرآن ہی انسان کے ذہنی و عملی خلاء کو پر کرے گا۔ وہ "ليظهره على الدين كله" کی بشارت دے رہا ہے۔

بھائیو اور بہنو!

علم سے عمل، تلاوت سے تفسیر، قبول ذہنی سے وجود خارجی تک اپنی کوششوں کا محور قرآن کو قرار دیجئے، اسی کا اتباع کیجئے۔ قرآن کی طرف رجوع و بازگشت کا نعرہ اپنے ملکوں اور اپنے عوام میں لے جایئے اور اس نصب العین کو عملی بنانے کے لئے عوام کو قریب لایئے اور ان کی ہمت بڑھایئے۔

اس مبارک کوشش میں مجھے امید ہے کہ روح قرآن آپ کی مدد اور رہنمائی کرے گی۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

......رات ہوتی ہے تو اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر قرآن کی آیتوں کی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتے ہیں جس سے اپنے دلوں میں غم واندوہ تازہ کرتے ہیں اور اپنے مرض کا چارہ ڈھونڈتے ہیں......

(نہج البلاغہ، خطبہ متقین، خطبہ نمبر 191)

اللہ کی مساجد کو صرف وہی شخص آباد کرتا ہے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہے اور نماز قائم کرتا ہے اور زکوۃ ادا کرتا ہے اور اللہ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتا، ہوسکتا ہے کہ ایسا گروہ نجات پا جائے۔ (سورۃ التوبۃ آیت نمبر 18)

آئیے جیلوں میں مساجد تعمیر کریں

الحمد للہ مدارس امامیہ ویلفیئر ٹرسٹ کے زیر انتظام سینٹرل جیل، خواتین جیل، بچہ جیل اور اب لانڈھی جیل میں بھی مومنین کے مالی تعاون کی بدولت مساجد کی تعمیر کا کام مکمل ہوا اور وہاں نماز باجماعت و تعلیمات محمد ﷺ و آل محمد علیہم السلام نیز عزاداری امام حسین علیہ السلام اور دعا کے پروگرام کا سلسلہ جاری ہے۔

محترم مومنین

Funds کی انتہائی کمی کے باعث ابھی سکھر اور خیر پور سمیت سندھ کی تقریباً 13 جیلوں میں مساجد کی تعمیر کا کام باقی ہے جس پر خطیر رقم خرچ ہوگی۔ جیلوں میں تمام مسالک کی مساجد تو تعمیر ہیں لیکن ملت تشیع سے تعلق رکھنے والے قیدی انتہائی محرومی اور کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں انکی تعلیم و تربیت ہم سب کی ذمہ داری ہے تاکہ وہ تعلیمات محمد ﷺ و آل محمد علیہم السلام سے روشناس ہو کر معاشرے کے صالح و مہذب افراد ثابت ہوں۔

آئیے ....

اپنے آئمہ معصومین علیہم السلام کے سامنے سرخرو ہونے کیلئے اور اپنے مرحومین کے ایصال ثواب کیلئے خمس کی مد میں، امداد کی مد میں یا مدارس امامیہ کے ماہانہ ممبر بن کر اس صدقہ جاریہ میں برائے خوشنودی محمد ﷺ و آل محمد علیہم السلام بالخصوص امام عصر علیہ السلام کا م حصہ لیں۔

نوٹ: مدارس امامیہ کے پاس رہبر مسلمین جہان آیت اللہ العظمیٰ سید علی حسینی خامنہ ای مدظلہ اور آیت اللہ العظمیٰ سید علی حسینی سیستانی مدظلہ کا سہم امام کا اجازہ موجود ہے، اس سلسلے میں مزید معلومات کیلئے مدارس امامیہ سے رابطہ کریں۔

(فون 5019975 بعد نماز مغربین)

نوٹ: جو مومنین اپنے مرحومین کے ایصال ثواب کیلئے جیل مساجد میں قیدیوں کیلئے ماہ رمضان المبارک میں سحری یا افطاری کا انتظام کرانا چاہیں تو ہم سے رابطہ کریں نیز ماہ رمضان کے علاوہ بھی مختلف مواقع پر قیدیوں کیلئے کھانے کا انتظام کروا سکتے ہیں۔

Cellphones` Nos. : 0345-2157544 & 0300-2198202

Madaris-e-Imamia`s Account No.1498-74 Habib Bank Ltd. Babar Market Branch Landhi # 03

Opening Ceremony of MASJID , IMAMBARGAH , ALAM & BARRACK in Landhi Jail.

Opening Ceremony of MASJID & MADRESSAH & ALAM in central jail, women & juvenile prisons.

مدارس امامیہ خود مختار ادارہ ہے اسکا کسی تنظیم یا ادارے سے کوئی تعلق نہیں ہے